آٹھواں باب

قنوت نازلہ پڑھنا منع ہے

نماز وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت ہمیشہ پڑھنا سنت ہے اور فجر کے فرض کی دوسری رکعت میں بعد رکوع قنوت نازلہ پڑھنا سخت مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ مگر غیر مقلد وہابیوں کا عمل اس کے برعکس ہے وہ وتر میں دعائے قنوت ہمیشہ نہیں پڑھتے بلکہ رمضان کی بعض تاریخوں میں، لیکن فجر میں ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھتے ہیں۔ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد بعض دیوبندی وہابی بھی جو دراصل درپردہ غیر مقلد ہیں، بہانہ بنا کر فجر میں قنوت نازلہ پڑھنے لگے ہیں۔ اس لئے اس باب کی بھی دو فصلیں کی جاتی ہیں۔ پہلی فصل میں اس مسئلہ کا ثبوت، دوسری فصل میں اس مسئلہ پر سوالات مع جوابات۔

پہلی فصل

اس کے ثبوت میں

قنوت نازلہ کے معنی ہیں آفت و مصیبت کے وقت کی دعا۔ حضور سید عالم ﷺ نے ایک بار ایک خاص مصیبت پر چند روز یہ دعا قنوت کی رکعت دوم میں بعد رکوع پڑھی پھر آیت قرآنی نے یہ دعا منسوخ فرمادی۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے پھر کبھی نہ پڑھی دلائل حسب ذیل ہیں:

حدیث ۱ تا ۲: بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عاصم احول کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

انما قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھرا انہٗ کان بعث اناسا یقال لھم القراء سبعون رجلا فاصیبوا فقنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الرکوع شھرا یدعو علیھمo

ترجمہ: حضور ﷺ نے قنوت نازلہ صرف ایک ماہ پڑھی آپ نے ستر صحابہ کو جو قاری تھے ایک جگہ تبلیغ کیلئے بھیجا وہ شہید کر دیے گئے تو حضور نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کفار پر بددعا فرماتے ہوئے قنوت نازلہ پڑھی۔

ایک ماہ کی قید سے معلوم ہوا کہ حضور کا یہ فعل شریف ہمیشہ نہ تھا۔عذر کی وجہ سے صرف ایک ماہ رہا پھر منسوخ ہوگیا۔

حدیث۳: طحاوی شریف نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا يدعو علٰى عصية و ذكوان فلما ظهر عليهم ترك القنوتo

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی قبیلہ عصیہ وذکوان پر بددعا فرمائی جب حضور ان پر غالب آ گئے تو چھوڑ دی۔

اس حدیث میں چھوڑ دینے کا صراحۃً ذکر آ گیا۔

حدیث۴ تا۷: ابو یعلیٰ موصلی،ابوبکر بزار طرانی نے کبیر میں بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا يدعو علٰى عصية و ذكوان شهرا فلما ظهرعليهم ترك القنوت وقال البزار فى رويتهٖ لم يقنت النبى صلى الله عليه وسلم الا شهرا واحدا لم يقنت قبله والا بعدهo

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی۔جس میں قبیلہ عصیہ وذکوان پر بددعا فرمائی جب ان پر غالب آ گئے تو چھوڑ دی۔بزار نے اپنی روایت میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی۔اس سے پہلے یا اس کے بعد کبھی نہ پڑھی۔

حدیث۸ تا۹: ابوداؤد ونسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

ان النبى صلى الله عليه وسلم قنت شهرا ثم تركهٗo

ترجمہ: یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی پھر چھوڑ دی۔

حدیث۱۰ تا۱۲: ترمذی،نسائی،ابن ماجہ نے حضرت ابومالک اشجعی سے روایت کی:

قال قلت لابى يآ ابت انك قد صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر و عمر و عثمان و على ههنا بالكوفه نحوا من خمس سنين كانوا يقنتون قال يا بنى محدثo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ ابا جان آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر وعثمان

اورعلی رضی اللہ عنہم کے پیچھے کوفہ میں تقریباً پانچ سال نماز پڑھی۔کیا یہ حضرات قنوت نازلہ پڑھتے تھے؟

انہوں نے فرمایا کہ اے بچے! یہ بدعت ہے۔

یعنی ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھنا بالکل سنت کے خلاف ہے اور بدعت سیئہ ہے۔

حدیث ۱۳تا۱۴: مسلم و بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دراز حدیث نقل کی جس میں آخری الفاظ یہ ہیں:

وکان یقول فی بعض صلٰوتہٖ اللھم العن فلانا و فلانا لاحیاء من العرب حتّٰی انزل اللہ لیس لك من الا مرشیء٥

ترجمہ: حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض نمازوں میں فرمایا کرتے تھے کہ خدایا فلاں فلاں (عرب کے بعض قبیلے) پرلعنت کر یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی **لیس لك الخ**۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ دعائے قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے۔

دوسرے یہ کہ حدیث شریف آیت قرآنی سے منسوخ ہوسکتی ہے کہ قنوت نازلہ پڑھنا حدیث سے ثابت ہے اور اس کا نسخ قرآن کریم سے ثابت۔

تیسرے یہ کہ دین کے دشمنوں پر بدعا یا لعنت کرنا جائز ہے، جن لوگوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف کے دشمن نہ تھے بلکہ دین اسلام کے دشمن تھے۔جب ان پر جہاد کر سکتے ہیں تو بددعا بھی کر سکتے ہیں۔ہاں حضور نے اپنے ذاتی دشمنوں کو معافیاں دی ہیں۔لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔

حدیث ۱۵: حافظ طلحہ ابن محمد محدث نے اپنی مسند میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اسناد سے روایت کی:

عن الامام الاعظم عن ابان ابن عیاش عن ابراھیم عن علقمة عن عبداللہ بن مسعود قال لم یقنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفجر الا شھرا واحدا الانہٗ حارب المشرکین فقنت یدعو علیھم٥

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ حضرت ابن عیاش سے روایت فرماتے ہیں وہ ابراہیم نخعی سے، وہ حضرت علقمہ سے، وہ حضرت عبداللہ ابن مسعود سے، انہوں نے فرمایا کہ حضور نے نماز فجر میں قنوت نازلہ کبھی نہ

پڑھی سوا ایک مہینہ کے، کیونکہ حضور ﷺ نے مشرکین سے جنگ کی تھی تب ان پر ایک ماہ بددعا فرمائی تھی۔

حدیث ۱۶ تا ۱۷: حافظ ابن خسرو نے اپنی مسند میں اور قاضی عمر ابن حسن اشنانی نے حضرت امام ابوحنیفہ سے انہوں نے حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی:

قال مقنت ابوبکر و عمر و لا عثمان و لا علی حتٰی حارب اھل الشام فکان یقنت o

ترجمہ: نہ حضرت ابوبکر و عمر نہ حضرت عثمان نے نہ علی مرتضٰی نے قنوت نازلہ پڑھی۔ یہاں تک کہ حضرت علی نے اہل شام سے جنگ کی تو قنوت نازلہ پڑھی۔

حدیث ۱۸: ابو محمد بخاری نے امام اعظم ابوحنیفہ سے انہوں نے عطیہ عوفی سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری صحابی سے روایت کی:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہٗ لم یقنت الا اربعین یوما یدعو علٰی عصیۃ و ذکوان ثم لم یقنت الٰی ان مات o

ترجمہ: انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے چالیس دن کے سوا قنوت نازلہ نہ پڑھی۔ ان چالیس دن میں آپ نے عصیہ اور ذکوان پر بددعا فرمائی، پھر وفات تک کبھی نہ پڑھی۔

یہ اٹھارہ احادیث بطور نمونہ پیش کی گئیں۔ ورنہ قنوت نازلہ نہ پڑھتے کے متعلق بہت زیادہ احادیث شریفہ موجود ہیں۔ اگر شوق ہو تو طحاوی شریف، صحیح البہاری وغیرہ کا مطالعہ فرماویں۔

عقلی دلائل: عقل کا بھی تقاضا یہ ہے کہ قنوت نازلہ نماز میں نہ پڑھی جاوے چند وجہ سے:

ایک یہ کہ پنجگانہ فرائض کی رکعتیں مختلف ہیں۔ فجر کی دو، ظہر، عصر، عشاء کی چار مغرب کی تین۔ مگر کوئی فرض نماز ارکان نماز یا دعا وغیرہ میں دوسری نماز سے مختلف نہیں۔ سب کے ارکان و دعائیں وغیرہ یکساں ہیں۔ تو جب چار نمازوں میں قنوت نازلہ نہیں، چاہئے کہ فجر کے فرضوں میں بھی نہ ہو۔

دوسرے یہ کہ باجماعت فرائض دعائیں اور ذکر مختصر ہیں، نوافل میں ان کی آزادی ہے۔ دیکھو رکوع سے اٹھتے وقت اکیلا نمازی سمع اللہ لمن حمدہ بھی کہتا ہے ربنا لک الحمد بھی۔ مگر جب جماعت سے پڑھتا ہے۔ تو امام ربنا لک الحمد نہیں کہتا صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے اور مقتدی اس کے برعکس کہ ربنا لک الحمد تو کہتا ہے مگر سمع اللہ لمن حمدہ نہیں کہتا۔ جب ان نمازوں میں اس قدر اختصار مطلوب ہے تو فجر کے رکوع کے

بعد اتنی دراز یعنی دعائے قنوت نازلہ پڑھنا مقصد شرع کے بالکل خلاف ہے۔

تیسرے یہ کہ نماز خصوصاً فرائض پنجگانہ کے ارکان ایک دوسرے سے بالکل ملے ہوئے چاہئیں۔قیام کے بعد فوراً سجدہ اور سجدہ کے بعد فوراً قیام یا جلسہ ان میں فاصلہ کرنا مقصد شرع کے خلاف ہے۔رکوع فجر کے بعد جو قومہ ہے۔ اس میں صرف سمع اللہ لمن حمدہ کے بقدر ٹھہرنا چاہیئے۔اگر اس میں قنوت نازلہ پڑھی گئی تو سجدہ میں جو نماز کا اعلیٰ رکن ہے، دیر لگے گی۔تاخیر فرض اگر بھول ہو تو سجدہ سہو واجب کرتی ہے اور اگر عمداً ہو تو نماز فاسد کر دیتی ہے لہٰذا اندرون نماز قنوت نازلہ نہ پڑھنا چاہیئے تاکہ نماز کے ارکان میں اتصال رہے۔

مسئلہ فقہی: مذہب حنفی یہ ہے کہ جنگ یا دوسری آفات عامہ کے موقع پر بہتر یہ ہی ہے کہ قنوت نازلہ خارج نماز پڑھے تاکہ صحابہ کرام کے اختلاف سے بچا رہے کیونکہ بعض صحابہ آفات وجنگوں کے موقع پر قنوت نازلہ پڑھتے تھے، بعض اسے بالکل منسوخ مانتے تھے۔لیکن اگر فجر کے فرضوں کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھے تو اگر چہ اچھا نہ کیا مگر جائز ہے۔ضرورت سے ممنوعات مباح ہو جاتے ہیں۔لیکن آہستہ پڑھے بلند آواز سے نہ پڑھے۔ فجر کے سوا کسی اور نماز میں پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جاوے گی۔کیونکہ اس نے بلا وجہ عمداً سجدہ میں تاخیر کر دی، تاخیر فرض مفسد نماز ہے۔

ایک شبہہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ آفت عامہ یا جہاد کے موقع پر ہر جہری نماز یعنی فجر، مغرب، عشاء میں قنوت نازلہ پڑھنا چاہیئے۔کیونکہ شرح نقایہ اور غایۃ الاوطار میں ہے:

قنت الامام فی صلوٰۃ الجھر وھو قول الثوری واحمدہ

ترجمہ: اس موقع پر امام جہری نماز میں قنوت نازلہ پڑھے امام ثوری واحمد کا یہ ہی قول ہے۔

پنجاب میں بہت روز تک بعض جاہل اماموں نے اسی دلیل سے مغرب، عشاء وفجر بلکہ ہر نماز میں قنوت نازلہ پڑھ کر لوگوں کی نمازیں برباد کیں۔

شبہہ کا ازالہ: شرح نقایہ اور غایۃ الاوطار میں یہاں کاتب نے غلطی سے بجائے فجر کے جہر لکھ دیا ہے یعنی ف کو جیم بنا دیا۔چنانچہ الاشباہ والنظائر میں اس جگہ بجائے صلوۃ الجہر کے صلوٰۃ الفجر ہے اور طحطاوی علی درالمختار اور علامہ ابن عابدین شامی نے منحۃ الخالق علی بحر الرائق میں فرمایا:

ولعلہٗ محرف عن الفجرہ

ترجمہ: شاید کہ لفظ جہر فجر سے بگڑ کر بن گیا ہے۔

طحطاوی کی عبارت یوں ہے:

والذی یظھر لی ان قولہٗ فی البحر وان نزل علی المسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلوٰۃ الجھر تحریف من النساخ وصوابہٗ الفجرo

ترجمہ: بحرالرائق نے جو فرمایا کہ اگر مسلمانوں پر کوئی آفت پڑے تو امام جہری نماز میں قنوت نازلہ پڑھے میرا خیال ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔صحیح یہ ہے کہ یہاں فجر ہے۔

ہم نے بہت اختصار سے اس کے متعلق کچھ لکھ دیا ہے۔اگر قنوت نازلہ کی زیادہ تحقیق کرنا ہو تو ہمارا فتاویٰ نعیمیہ ملاحظہ فرماویں۔چونکہ اب دیو بندی بھی بعض جگہ قنوت نازلہ پڑھنے لگے ہیں اس لئے وہاں اس مسئلہ پر کچھ جم کر بحث کردی گئی ہے۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات وجوابات

غیر مقلد وہابیوں کی طرف سے اب تک جس قدر اعتراضات ہم تک پہنچے ہیں وہ ہم نہایت دیانتداری سے مع جوابات پیش کرتے ہیں۔اگر آئندہ کوئی نیا شبہہ نظر سے گزرا تو انشاءاللہ اس کا جواب بھی عرض کردیا جاوے گا۔

اعتراض ۱: تم نے قنوت نازلہ نہ پڑھنے کی جس قدر احادیث پیش کی ہیں وہ تمام کی تمام ضعیف ہیں۔اور ضعیف حدیثوں سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔(پرانا سبق)

جواب: اس کے جوابات ہم بارہا دے چکے ہیں۔اب ایک فیصلہ کن جواب عرض کرتے ہیں۔وہ یہ ہے: کہ ہمارے دلائل یہ روایت نہیں۔ہماری اصل دلیل تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ہم یہ آیت واحادیث مسائل کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں۔احادیث یا آیات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیلیں ہیں۔ان کی احادیث کی یہ اسنادیں نہیں۔ان کی اسناد نہایت مختصر اور کھری ٹکسالی ہوتی ہے۔جس میں دو تین راوی ہوتے ہیں، وہ بھی نہایت ثقہ۔اس باب کی پہلی فصل میں آپ حدیث نمبر ۱۸ ملاحظہ کرچکے ہیں کہ امام صاحب کی اسناد میں صرف دو راوی ہیں: عطیہ عوفی، ابوسعید خدری اور حدیث نمبر ۱۵ میں صرف چار راوی ہیں: ابان ابن عیاش، ابراہیم نخعی، علقمہ، ابن مسعود۔

بتاؤ ان میں کون ضعیف ہے۔ چونکہ امام صاحب کا زمانہ خیرالقرون میں سے ہے۔ ان کی احادیث کی اسنادوں میں بہت کم راوی ہیں۔ لہٰذا وہاں ضعیف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ضعیف، تدلیس وغیرہ بیماریاں بعد میں لگیں۔ ہاں تمہاری کسی روایت کا ضعیف ہونا تمہارے لئے قیامت ہے کہ یہ ہی روایتیں تمہاری دلیلیں ہیں۔ جن پر تمہارے مذہب کا دارومدار ہے۔ اور تمہارا زمانہ حضور سے بہت دور تمہاری روایتوں کی اسنادیں بہت لمبی جن میں ہر طرح کی بیماریاں موجود ہیں۔ لہٰذا ضعیف ضعیف کی رٹ سے کسی غیر مقلد کو ڈراوٴ۔ حنفی کے لئے اس سے کچھ خطرہ نہیں۔ باقی جوابات وہ ہیں جو ہم پہلے بابوں میں عرض کر چکے ہیں۔ ہم نے ہر حدیث کی بفضلہٖ تعالیٰ اتنی اسنادیں پیش کی ہیں کہ وہ احادیث حسن ہوگئیں، ضعف جاتا رہا۔

اعتراض ۲: ابن ماجہ نے روایت کی کہ کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضور نے کب قنوت پڑھی تو جواب دیا:

قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الركوع وفى رواية قبل الركوع وبعدهٗ o

ترجمہ: حضور نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ رکوع سے پہلے بھی قنوت پڑھی اور بعد بھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ قنوت نازلہ پڑھنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ اس حدیث میں قنوت نازلہ کا ذکر نہیں اور صاحب مشکوٰۃ یہ حدیث دعائے قنوت کی بحث میں لائے ہیں جو وتروں میں پڑھی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دعائے قنوت مراد ہے لہٰذا آپ کا استدلال غلط ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر قنوت نازلہ ہی مراد ہو تو یہاں یہ ذکر نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھی۔ اور ہم پہلی فصل میں ثابت کر چکے ہیں کہ حضور نے قنوت نازلہ صرف ایک یا سوا ماہ پڑھی پھر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دی۔ لہٰذا یہ حدیث منسوخ ہے اور منسوخ سے دلیل پکڑنا سخت جرم۔

تیسرے یہ کہ اگر اس حدیث میں قنوت نازلہ ہی مراد ہو تو اس میں یہ فیصلہ نہ فرمایا گیا کہ رکوع سے پہلے پڑھی یا بعد میں۔ تو تم نے بعد رکوع کا فیصلہ کیسے کرلیا۔ یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے۔

چوتھے یہ کہ یہ حدیث ابن ماجہ کی ہے اس کی اسناد مجروح ہے۔ اسی لئے اسے مسلم و بخاری نے نہ لیا۔ مسلم و

بخاری کی روایتیں اس کے خلاف ہیں جو ہم پہلی فصل میں پیش کر چکے۔ لہٰذا یہ حدیث مجروح ہے غرضیکہ یہ حدیث تمہارے لئے کسی طرح حجت نہیں۔

اعتراض ۳: طحاوی شریف نے بہت سی اسنادوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اتنی اسنادوں والی روایت ضعیف نہیں ہو سکتی۔

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول حین یقرء من صلوٰۃ الفجر من القراء ۃ ویکبر ویرفع راسہٗ ویقول سمع اللہ لمن حمدہٗ یقول وھو قائم اللھم انج الولید ابن الولید الخo

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر کی قراءت سے فارغ ہوتے اور تکبیر کہہ کر رکوع فرماتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو کھڑے ہوئے یہ دعا پڑھتے: اے اللہ ولید ابن ولید کو نجات دے الخ۔

طحاوی شریف حنفیوں کی کتاب ہے اس سے قنوت نازلہ کا ثبوت ہے۔

جواب: شاید آپ نے طحاوی شریف کے اسی صفحہ پر حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر کی یہ روایت نہ دیکھی۔ اور دیکھتے بھی کیسے یہ آپ کے خلاف جو تھی۔ ملاحظہ ہوں آخری الفاظ:

فانزل اللہ عزوجل لیس لک من الامر شیء فما دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعاء علٰی احد o

ترجمہ: حضور فجر میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔ پس یہ آیت اتری لیس لک الخ اس کے بعد حضور نے کبھی کسی پر نماز میں بدعا نہ فرمائی۔

لہٰذا آپ کی پیش کردہ تمام احادیث اس آیت کریمہ سے منسوخ ہیں۔ اور منسوخ احادیث اپنی دلیل میں پیش کرنا آپ جیسے بزرگوں کا ہی کام ہے۔

اعتراض ۴: احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے زمانہ میں فجر میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔ بعض روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قنوت نازلہ پڑھنا منقول ہے۔ ایسے جلیل القدر صحابہ کا قنوت نازلہ پڑھنا اس کے سنت ہونے کی روشن دلیل ہے۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں: الزامی اور تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ یہ روایت تمہارے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ ان میں بحالت جنگ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنگ کفار کے زمانہ میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خوارج یا بغاۃ کی جنگ میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ امن کے زمانہ میں نہیں پڑھتے مگر تم ہمیشہ پڑھتے ہو۔ تم نے آج تک کفار سے کتنی جنگیں کیں۔ تم نے مسلمانوں کو مشرک بنانے اور مسلمانوں سے لڑنے کے سوا کون سے جہاد کئے۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے ہیں کہ قنوت نازلہ کے متعلق صحابہ کرام میں اختلاف رہا۔ بعض صحابہ کرام اسے بالکل منسوخ مانتے اور بدعت فرماتے ہیں۔ جیسے حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ۔ جیسا کہ ہم بحوالہ نسائی و ابن ماجہ پہلی فصل میں عرض کر چکے اور بعض صحابہ کرام بحالت جنگ قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔ جیسے حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما اس لئے ہمارے فقہاء فرماتے ہیں کہ اب بھی بحالت جنگ قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔ اگر چہ بہتر نہیں۔ لیکن ہمیشہ پڑھنا کسی صحابی کا قول نہیں۔ ہماری ساری گفتگو ہمیشہ پڑھنے کے متعلق ہے۔ آپ کا دعویٰ کچھ اور ہے دلیل کچھ اور۔ تمام وہابیوں کو اعلان عام ہے کہ ایک حدیث مرفوع صحیح ایسی دکھاؤ جس میں ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھنے کا حکم یا ذکر ہو، انشاء اللہ قیامت تک نہ ملے گی۔ لہٰذا کیوں ضد کرتے ہو مقلد بن کر صحیح نمازیں پڑھا کرو۔

تتمہ

وتر میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھو

چونکہ غیر مقلد وہابی وتروں میں ہمیشہ دعائے قنوت پڑھنے کو منع کرتے ہیں۔ صرف آخری پندرہ رمضان میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ ہم حنفی سال بھر تک پڑھتے ہیں۔ اس لئے بطور اختصار کچھ اس کے متعلق بھی عرض کرتا ہوں۔ ہمیشہ دعائے قنوت وتر کی آخری رکعت میں قراءت کے بعد رکوع سے پہلے پڑھنا سنت ہے۔ اس کے خلاف کرنا سخت برا ہے۔ احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث ۱ تا ۲: امام محمد نے آثار میں اور حافظ ابن خسرو محدث نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ سے روایت کی:

انہٗ کان یقنت السنة کلھا فی الوتر قبل الرکوعo

ترجمہ: کہ آپ وتروں میں تمام سال رکوع سے پہلے دعا قنوت پڑھتے تھے۔

حدیث ۳ تا ۴: دار قطنی اور بیہقی نے حضرت سوید ابن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال سمعت ابابکر وعمر و عثمان وعلیا یقولون قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اٰخر الوتر و کانوا یفعلون ذالک o

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضٰی سے سنا کہ وہ سب حضرات فرماتے تھے کہ حضور ﷺ وتر کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے تھے اور تمام صحابہ بھی یہ ہی کرتے تھے۔

حدیث ۵ تا ۸: ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی آخر وترہٗ اللھم انی اعوذ برضاك الخ o

ترجمہ: یقیناً حضور ﷺ اپنے آخری وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے: اللھم انی اعوذ برضاك الخ۔

یہ احادیث بطور نمونہ عرض کر دیں۔ ورنہ اس بارے میں احادیث بہت ہیں۔ ان میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ حضور نے یا صحابہ کرام نے صرف آخری نصف رمضان میں دعائے قنوت پڑھی، آگے پیچھے نہ پڑھی۔ بلکہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صراحۃً منقول ہوا کہ آپ سارا سال دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ سارا سال وتروں میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنا حضور کی بھی سنت ہے اور صحابہ کرام کی بھی۔

خیال رہے کہ غیر مقلد وہابیوں کے پاس صرف آخری نصف رمضان میں دعائے قنوت پڑھنے کی صرف ایک حدیث ہے جو ابوداؤد نے حضرت حسن بصری سے روایت کی، الفاظ یہ ہیں:

ان عمر ابن الخطاب جمع الناس علٰی ابی ابن کعب فکان یصلی بھم عشرین لیلۃ ولا یقنت بھم الا فی النصف الباقی o

ترجمہ: حضرت عمر ابن خطاب نے لوگوں کو ابی ابن کعب پر جمع کر دیا وہ انہیں بیس رات تراویح پڑھاتے تھے اور قنوت نہ پڑھتے تھے مگر باقی آدھے رمضان میں۔

غیر مقلد کہتے ہیں کہ آخری نصف رمضان میں دعائے قنوت پڑھنا سنت صحابہ ہے۔

جواب: اس کے تین جواب ہیں: ایک یہ کہ اے وہابیو! تمہارا پوری حدیث پر ایمان ہے یا آدھی پر۔ اگر آدھی

پر ہے تو کیوں۔ اور اگر پوری پر ہے تو اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت ابی ابن کعب تمام صحابہ کو بیس رات تراویح پڑھاتے تھے۔ تم آٹھ تراویح ہمیشہ کیوں پڑھتے ہو۔ صرف بیس رات کیوں نہیں پڑھتے۔ اس قسم کی حرکات کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:

افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعضo (بقرہ:۸۵)

ترجمہ: کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

اگر اس حدیث سے پندرہ دن دعائے قنوت ثابت ہوتی ہے۔ تو بیس رکعت تراویح صرف بیس رات بھی ثابت ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں دعائے قنوت کا ذکر نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ دعا کوئی اور ہوگی۔ جس میں کفار کی ہلاکت کی دعا کی گئی ہو۔ چونکہ اس زمانہ میں کفار سے جہاد بہت زیادہ ہوتے تھے تو صحابہ کرام آخر رمضان میں جس میں شب قدر بھی ہے، اعتکاف کی راتیں بھی، کفار کی ہلاکت اور اسلام کی فتح کی دعائیں کرتے ہوں گے۔ اگر اس سے دعائے قنوت مراد ہو تو یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہوگی جو ہم پیش کر چکے، جن میں فرمایا گیا کہ صحابہ کرام سارا سال دعائے قنوت پڑھتے تھے جہاں تک ہو سکے احادیث میں تعارض پیدا نہ ہونے دیا جاوے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے بھی پندرہ دن دعائے قنوت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ابی ابن کعب نے بیس رات تراویح پڑھائیں۔ جن میں سے آخری نصف میں دعائے قنوت پڑھی تو اس حساب سے کل دس دن یعنی دسویں رمضان سے بیس رمضان تک دعائے قنوت ہوئی تم پندرھویں سے تیس تک کیوں پڑھتے ہو۔

ہمارا اعلان

ہم تمام دنیا کے وہابیوں کو اعلان کرتے ہیں کہ کوئی حدیث مرفوع صحیح مسلم بخاری کی ایسی پیش کرو۔ جس میں پندرہ دن دعائے قنوت کا حکم ہو۔ آگے پیچھے پڑھنے کی ممانعت ہو۔ قیامت تک نہ لاسکو گے لہٰذا اپنے موجودہ عمل سے توبہ کرو اور ہمیشہ دعائے قنوت پڑھا کرو۔ ہمیشہ رب سے دعا مانگنے سے شرم نہ کرو۔